تعزیتی بیان بر وفات

حضرت مولانا نور عالم خلیل امینیؒ

(استاذ عربی ادب دارالعلوم دیوبند)

خطاب از

امیر ملت ونمونۂ اسلاف حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم

(مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند)

ضبط وترتیب

مفتی محمد عرفان زمزم قاسمی

(ناظم مدرسہ اصلاح البنات، وکاس نگر، کامار یڈی)

رابطہ نمبر

9553863625, 7013202916

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

تعزیتی بیان بروفات
حضرت مولانا نور عالم خلیل امینیؒ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له و نشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله أرسله بالحق بشيراً ونذيراً

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ (155) الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (156) أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ(157) (البقرة)

وفات کی خبر:

عزیز دوستو! بیس ۲۰ ر رمضان المبارک کی صبح صادق اپنے ساتھ ایک انتہائی الم ناک خبر لے کر آئی، یعنی دار العلوم دیوبند کے مایہ ناز استاذ، صاحب طرز ادیب، عربی زبان کے منفرد انداز بیاں کے مالک، الداعی کے ایڈیٹر اور عربی ادب کے استاذ حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی ہم سب کو داغ مفارقت دے گئے، دار العلوم دیوبند کے تمام اساتذہ، طلبہ، متعلقین، محبین، فضلاء اور خاص طور سے حضرت مولانا کے تلامذہ اور اہل خانہ و متعلقین سخت

صدمہ اور الم کا شکار ہیں، گذشتہ سال ۲۵ر رمضان المبارک کو دار العلوم دیوبند کے صدر المدرسین وشیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوریؒ ممبئی میں وفات پا کر دنیا سے رخصت ہوگئے، ابھی ایک سال مکمل نہیں ہوا تھا کہ دار العلوم کے لئے یہ دوسرا عظیم حادثہ پیش آ گیا۔

مختصر تعارف:

مولانا نور عالم صاحب کے بارے میں کسی تعارف کی ضرورت نہیں ہے، وہ اپنی خصوصیات، اپنی صلاحیت اور اپنی خدمات کے اعتبار سے ایک معروف ومتعارف شخصیت کے مالک تھے، دار العلوم دیوبند میں میرا تعلیم کا آخری سال تھا، ۱۳۸۷، ۸۸ھ میرا دار الافتاء کا سال تھا، اس سال استاذ محترم حضرت مولانا وحید الزماں صاحبؒ کے یہاں صف ابتدائی میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جن طلبہ کی درخواست موصول ہوئی ان کی تعداد اسی ۸۰ر تھی، حضرت مولانا وحید الزماں صاحب نور اللہ مرقدہ نے ذمہ داران کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد یہ ترتیب بنائی کہ صف ابتدائی کو دو حصوں میں تقسیم کردیا جائے، چالیس چالیس طلباء کی دو جماعتیں بنادی جائیں، ایک کو حضرت مولانا خود پڑھائیں گے اور ایک کو حضرت کے تلامذہ میں سے کوئی ایک حضرت کی نگرانی میں پڑھائے گا۔

یہ سعادت ان ناکارہ کے حصہ میں آئی، حقیقی استاذ تو حضرت مولانا وحید الزماں صاحب نور اللہ مرقدہ تھے، ان کی نگرانی اور ان کی ہدایت کے مطابق انہیں کے انداز پر ایک سبق اس بندہ کے حوالہ ہوا، اور چالیس طلبہ اس کے اندر شریک ہوئے، ان چالیس طلبہ میں حضرت مولانا نور عالم صاحب خلیل امینی بھی شامل تھے، جو نور عالم مظفر پوری کے نام سے

داخل ہوئے تھے، مجھے یاد نہیں ہے کہ یہ ان کا عربی کا کون سا سال تھا۔

چوں کہ وہ میرا تعلیم کا آخری سال تھا، اس لئے مجھے ان کی آگے کی تعلیم کے مراحل کا بالمشافہ علم نہیں؛ لیکن اس ایک سال کے عرصہ میں ان کی دلچسپی، شوق، لگن اور صلاحیت کا جو اندازہ ہوا اس سے یہ محسوس ہوتا تھا کہ آگے چل کر یہ نمایاں شخصیت بن کر ابھریں گے۔

مولانا اور ان کے رفقاء درس کا نمایاں مقام:

صاف ستھرا انداز تحریر، عمدہ نستعلیق، انداز گفتگو، اور بہت جلد اخذ اور نقل کی صلاحیت تھی، اس سال جو طلبہ اس جماعت میں شامل تھے ان میں مولانا نور عالم صاحب خلیل امینی کے علاوہ مولانا نثار احمد بستوی جو چند مہینے پہلے دار العلوم بستہ کے اندر شیخ الحدیث وصدر تھے اور انتقال کر گئے، مولانا عباد الرحمٰن صاحب بلند شہری (سابق استاذ مدرسہ خادم الاسلام ہاپوڑ) حکیم ظہیر احمد صاحب فیض آبادی (سابق استاذ جامعہ طبیہ دار العلوم دیوبند) مولانا نیاز احمد فاروقی جمعیت علماء ہند، یہ سارے اس جماعت کے طلبہ تھے جو سب ہی آگے چل کر ماشاء اللہ کسی نہ کسی اعتبار سے نمایاں ہوئے۔

ادھر دار العلوم دیوبند میں میرے مستقل قیام کے بعد سے اساتذۂ کرام کے ساتھ اور خاص طور سے درجہ علیا کے اساتذہ کے ساتھ بار بار مشاورت کی نوبت آتی تھی، اس میں مولانا نور عالم صاحب بھی شریک ہوتے تھے، ان کی اصابت رائے اور تدبر اور دور اندیشی سے میں بہرحال متاثر تھا۔

مولانا کی خصوصیات:

مولانا کی چند خصوصیات جن کو تمام اہل تعلق نمایاں طور پر محسوس کرتے ہیں ان میں

سب سے بڑھ کر عربی زبان وادب کے ساتھ ان کی وابستگی اور اپنا منفرد انداز تحریر جوان کی ادارتی تحریر میں بھی نمایاں ہوتا تھا، اور مستقل جو ان کی تصانیف ہیں یا اکابر کی سوانح عمری اور ان کے مضامین کے عربی ترجموں کے اندران کا انداز نمایاں ہے، خاص طور پر ایک زبان سے دوسری زبان میں کسی مضمون کو منتقل کرنے میں اگر یہ محسوس ہو کہ یہ ترجمہ ہے تو یہ ترجمہ کے عمل میں ایک طرح کا نقص سمجھا جاتا ہے، مولانا نے کئی اہم کتابوں کا بھی ترجمہ اور مضامین کا بھی ترجمہ کیا؛ لیکن وہ سارے تراجم ایسے انداز سے لکھے گئے محسوس نہیں ہوتا تھا کہ یہ اردو زبان سے عربی زبان کے اندر منتقل کی ہوئی تحریر ہے، بلکہ ارتجالاً جس طرح کی تحریر ہوتی ہے اس طرح کی تحریر محسوس ہوتی تھی۔

خاص طور پر الداعی میں مولانا نور عالم صاحب کا اداریہ اور اس کا آخری صفحہ اشراقہ عربی زبان وادب سے دلچسپی رکھنے والے ملکی اور غیر ملکی قارئین کے اندر بڑے ذوق وشوق کے ساتھ پڑھا جاتا تھا۔

عربی اور اردو ادب کے اندر مہارت:

مولانا آج ہمارے درمیان نہیں رہے، ان کی تحریریں، ان کی تصانیف بہر حال ان کی یاد دلاتی رہیں گی، یہ تو ان کی عربی زبان وادب سے وابستگی کا تذکرہ ہوا، ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ ایک ہی شخص دو زبان میں یکساں قادر الکلام ہو، تقریر وتحریر کا اس کو ملکہ حاصل ہو، مولانا کی عربی ادب میں جو خدمات ہیں، ان کا جو مقام ومرتبہ وہ تو معروف ہے ہی، اردو زبان کے بھی وہ اچھے خاصے ادیب تھے، اور ادب کی تمام نزاکتوں سے واقف تھے، اسلوب تحریر، رموز املاء، جملوں کی ترتیب، کسی مضمون کو مرتب کرنے سے پہلے اس کی تیاری، اور پھر اپنی

معلومات کو سلیقہ سے مرتب کرنا، یہ ساری کی ساری چیزیں ان کے پیش نظر رہتی تھیں۔

دار العلوم دیوبند میں قائم شعبۂ تحقیق وتالیف اور اس سے وابستہ اساتذہ اور سرپرستوں کی چند مہینہ پہلے دارالعلوم کے مہمان خانہ میں ایک میٹنگ ہوئی، جس کا مقصد یہ تھا کہ کام سے لگنے والوں کے درمیان کچھ مذاکرہ ہوجائے، اس موقع پر بھی مولانا نور عالم صاحب نے حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالنپوری کی گفتگو کی تکمیل کرتے ہوئے مضمون نگاری سے متعلق مطالعہ، یادداشت کو محفوظ رکھنا، پھر اس کو مرتب کرنا ان امور سے متعلق بہت بہترین ہدایتیں پیش فرمائیں۔

وقار و تمکنت:

مولانا نور عالم صاحب کی خصوصیات میں ان کا وقار و تمکنت بہت ہی ضرب المثل قسم کا تھا، مولانا کو میں نے تقریباً دس سال کے عرصہ میں کبھی مکمل لباس کے بغیر نہیں دیکھا، شیروانی، چھڑی اور اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ مجلس میں ہمیشہ تشریف لاتے، اور میں نے ہمیشہ جو ایک بات محسوس کی وہ یہ کہ دارالاہتمام میں کسی مشورہ کے لئے جو وقت متعین کیا جاتا تھا بالکل وقت کی پابندی کے ساتھ تشریف لانے والوں میں مولانا نور عالم صاحبؒ اور مولانا نعمت اللہ صاحب دامت برکاتہم مثال کے طور پر پیش کئے جاسکتے ہیں، صرف ایک بار جب مولانا مجیب اللہ صاحب گونڈوی دامت برکاتہم کے صاحبزادے کا ناگپور میں انتقال ہوگیا، اور ان کی نعش وہاں سے لائی جارہی تھی، اساتذۂ دارالعلوم مولانا مجیب اللہ صاحب کے مکان افریقی منزل قدیم میں اکٹھا تھے، مولانا نور عالم صاحب کا مکان چوں کہ مولانا مجیب اللہ صاحب کے مکان سے بالکل ملا ہوا ہے، اس وقت وہ صرف کرتا پائجامہ اور ٹوپی کے ساتھ کمرہ

میں تشریف لائے، وہ ایک تعزیت اور غم کی مجلس تھی، مجھے یاد نہیں ہے کہ اس کے علاوہ میں نے کبھی گرمی، سردی، برسات، سفر، حضر کبھی بھی ان کے اپنے مخصوص لباس کے بغیر ان کو میں نے دیکھا ہو، یہ وضع داری کی بات ہے۔

گفتگو کا سلیقہ:

گفتگو میں ایک سلیقہ تھا، ٹھہر ٹھہر کر بولتے تھے، سوچ سمجھ کر بات کرتے تھے، بلاضرورت گفتگو سے پرہیز کرتے تھے، اپنے تلامذہ کو انہوں نے جس انداز سے تیار کیا اور ماشاء اللہ ان میں اچھی خاصی تعداد ان فضلاء کی تیار ہو چکی ہے کہ جو عربی زبان وادب کے اندر مہارت رکھتے ہیں، اگرچہ استاذ کا مقام بہرحال استاذ کا ہوتا ہے، اور جو خصوصیات ہوتی ہیں وہ صاحب خصوصیات کے ساتھ رخصت ہو جاتی ہیں؛ لیکن جس طرح حضرت مولانا وحید الزماں صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنے پیچھے اپنے تلامذہ کی ایک جماعت چھوڑی تھی، جن میں خود مولانا نور عالم صاحب خلیل امینی بھی شامل ہیں، اسی طرح مولانا نور عالم صاحب نے بھی اپنے پیچھے اپنے تلامذہ کی ایک جماعت چھوڑی ہے، جو مختلف اداروں میں اور مدارس میں خدمات انجام دے رہے ہیں، تقریر وتحریر دونوں میدانوں میں کام کر رہے ہیں۔

باقیات صالحات:

مولانا نور عالم صاحب کی عربی تحریروں کے علاوہ ان کی اردو تصانیف بھی بعض بہت اہم عنوانات پر مشتمل ہیں، قضیہ فلسطین ہے، اسی طرح اردو مضمون نویسی اور رموز املاء پر ان کی کتابیں ہیں، عربی کے تمام خطوط کی تعلیم کے لئے جو کتاب مرتب کی ہے جس میں خط نستعلیق، خط رقاء، خط دیوانی وغیرہ کے تمام نمونے دیئے ہیں یہ سب ان کے باقیات صالحات

میں سے ہیں جو ان کے بعد ان کی یاد کو باقی رکھیں گے، اور ان شاء اللہ ان کے لئے صدقۂ جاریہ بنیں گے۔

اللہ تعالیٰ دار العلوم دیوبند کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، ان کے تمام اہل خانہ، پسماندگان، اہل خاندان، اہل تعلق، تلامذہ کو صبر جمیل عطا فرمائے، دنیا میں ہر شخص جانے کے لئے ہی آیا ہے، کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں کہ جن کے حادثۂ وفات کو مدت تک بھلایا نہیں جا سکتا، اللہ تعالیٰ دار العلوم دیوبند کی بھی حفاظت فرمائے۔

دار العلوم کے مایہ ناز اساتذہ کی وفات:

ادھر چند برسوں میں دار العلوم دیوبند کے صف اول کے اساتذہ میں سے کئی ایک ہم سے رخصت ہو گئے، حضرت مولانا ریاست علی صاحب، حضرت مولانا عبد الحق صاحب، حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری، حضرت مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی، اور اب حضرت مولانا نور عالم صاحب بھی رخصت ہو گئے رحمہم اللہ جمیعاً، ان کے علاوہ بھی اور کئی حضرات ہم سے رخصت ہو گئے ہیں، اس وقت میرے ذہن میں سب کے نام نہیں ہیں، یہ ایک علمی خسارہ ہے اور دنیا سے علم کے اٹھنے کی حدیث پاک میں یہی شکل بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائیں گے کہ لوگوں کے سینوں سے علم کو نکال لیا جائے، بلکہ علماء کو اٹھایا جائے گا اور ان کے ذریعہ سے علم اٹھے گا۔

اللہ تعالیٰ امت کے ساتھ اپنے کرم اور فضل کا معاملہ فرمائے، اس وقت جن حالات سے پوری ملت، بلکہ پورا ملک اور پورا عالم گذر رہا ہے انتہائی تشویشناک ہے، اللہ تعالیٰ اس بلاء اور اس مصیبت اور اس وباء کو بھی ختم فرمائے، خوف ودہشت کے ماحول کو ختم فرمائے، میں اخیر

میں مولانا نور عالم صاحبؒ کے صاحبزادگان، اہل خانہ، متعلقین کوتعزیت مسنونہ پیش کرتا ہوں، افسوس کہ میں اس وقت دارالعلوم میں موجود نہیں ہوں، اپنے وطن میں مقیم ہوں، حالات ایسے ہیں کہ بیماری اور وباء کی شدت کی حالت میں مجھے جیسے سن رسیدہ شخص کا فوری طور پر سفر کر کے دیوبند پہنچنا بھی مشکل تھا اور ان حالات میں اپنے اپنے مقامات تک محدود رہنا ہی زیادہ مناسب ہے، اس وقت جب کہ میں یہ باتیں ریکارڈ کر رہا ہوں مولانا کی تدفین سے بھی فراغت ہوچکی ہوگی، میں تدفین میں شریک نہیں ہوسکا، اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو جنت کا باغ بنائے اور رحمت ومغفرت سے نوازے، خاص فضل وکرم کا معاملہ فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔